نوجوان طلباء کے لیے ایک تابندہ روایت چھوڑی ہے کہ اگر انسان محنت اور خلوص کے ساتھ اپنے مسلک وعقیدے کی نشر واشاعت کے لیے کمربستہ ہو جائے تو کوئی مخالفت اور پریشانی انسان کے مشن میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ کریم مرحوم کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں ان کے درجات بلند کرے۔

جامعہ سلفیہ کے اساتذہ وطلباء نے مولانا کے جنازہ میں بھرپور شرکت کی اور آپ کے پسماندگان خصوصاً مولانا عبدالصمد معاذ سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے مولانا مرحوم کی وفات کو جماعت کے لئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔

مولانا محمد نواز گوندل رحمۃ اللہ علیہ جوار رحمت میں

جماعت کے نوجوان عالم دین مولانا محمد نواز گوندل 15 دسمبر 1972 کو راہوالی ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے اور 25 رمضان المبارک 10 جون 2018ء کو افطاری سے چند لمحے قبل 46 سال کی عمر میں وفات پا گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) راقم الحروف جن دنوں مرکزی جامع مسجد اہل حدیث راہوالی میں ترجمہ قرآن مجید کی کلاس لے رہا تھا کہ ایک نوجوان کلاس میں شامل ہوا مسائل میں تحقیق کی جستجو' پڑھنے میں توجہ اور سمجھنے میں انہماک نے جلد ہی اسے کلاس میں نمایاں وممتاز کر دیا۔ یہ نوجوان محمد نواز گوندل کے نام سے جانا جاتا تھا پھر ساتھ ہی حدیث کا سبق پڑھنا شروع کیا اور اپنا سارا فارغ وقت راقم کی معیت میں گزرنے لگا ہمہ وقت کسی نہ کسی مسئلے پر دلائل جاننے کی لگن اور پھر اس پر عمل کرنے کی تعجیل کہ رشک آئے۔ نواز صاحب چونکہ ایک غیر اہل حدیث گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور ابھی نئے نئے مسلک اہل حدیث اختیار کیا تھا اس لیے جوش وجذبہ اور ولولہ بھی تازہ تھا ہر جماعتی وتنظیمی کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے دور دراز تبلیغی پروگراموں میں شرکت تو ایک مشغلہ تھا۔

اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ روزگار کے سلسلہ میں ابوظہبی چلے گئے وہاں سابقہ تعلیم اور بھرپور مطالعہ کی وجہ سے اپنی کمپنی کی مسجد میں خطیب ہو گئے پھر جوں جوں تجربہ بڑھتا چلا گیا ان کی خطابت میں نکھار پیدا ہوتا گیا اور ساتھ ہی ساتھ عقیدہ توحید وسنت کی ترویج واشاعت کے لیے پہلے سے زیادہ کوشاں ہو گئے

چند سال قبل مستقل طور پر واپس پاکستان تشریف لے آئے اور مسجد کی خطابت کے ساتھ ساتھ ایک کارخانے میں ملازم ہو گئے جب ابوظہبی میں تھے تو بھی مسلسل رابطہ رہتا اور استادی شاگردی کا رشتہ برقرار رہا جب واپس آئے تو پھر خدمت گزاری کی ایسی مثال قائم کردی جسے شاید زندگی بھر نہ بھلایا جاسکے مجھے ایک عادت ہے اچھی ہے یا بری۔ کہ میں جس علاقے میں جاتا ہوں وہاں کے جاننے والوں سے رابطہ ضرور کرتا ہوں خواہ ملاقات ہو سکے یا نہیں۔اسی طرح جب بھی گوجرانوالہ جانا ہوتا تو چونکہ میں نے قریبی گاؤں ترگڑی میں زمانہ طالب علمی میں کچھ وقت خطابت وامامت میں گزارا ہے اس وجہ سیپورے علاقہ میں جماعتی احباب سے ایک تعلق بن گیا حتی کہ 1994ء سے کہ جب میں نے ترگڑی کو چھوڑا اس وقت سے لے کر اب تک وہاں کے جماعتی احباب کی خوشی وغمی میں شامل ہونا میرا فرض ہے اوران کے نکاح اور جنازے نمٹانا میری ذمہ داری ۔لہذا جب بھی گوجرانوالہ جانا ہوتا تو کوشش ہوتی کہ احباب جماعت سے ملاقات ہوجائے پہلے یہ محبت و عقیدت کی ذمہ داری کے لیے مولانا عبدالمنان گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ اور عزیزم عبدالماجد ساہی صاحب قربانی دیتے کہ مجھے موٹر سائیکل پر قرب وجوار کے دیہات کے چکر لگواتے مولانا عبدالمنان رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مولانا نواز صاحب نے یہ مجھ سے عہد لے لیا کہ اب آپ جب بھی ادھر آئیں تو کسی اور سے نہیں کہنا بلکہ مجھے ہی حکم دینا ہے اور پھر انہوں نے یہ عہد محبت اس طرح نبھایا کہ بعض اوقات مجھے شرمندگی کا احساس ہونے لگتا ہر قسم کے حالات میں پچاس پچاس کلومیٹر کا فاصلہ کبھی دن اور کبھی رات کو ہم نے موٹر سائیکل پر طے کیا میں نے جب جانا ہوتا انہیں بتاتا تو تمام دوستوں کو خود ہی اطلاع دیتے کہ آج استاد صاحب آرہے ہیں یہ ان کا شیڈول ہے لہذا رات عشاء کے بعد فلاں جگہ سب اکٹھے ہونگے اجتماعی کھانا ہوگا اور استاد صاحب سے ملاقات ہوجائے گی۔

میں عمومی طور پر فیصل آباد سے دوپہر کو اسباق کے بعد نکلتا لیکن مولانا صبح سے ہی فون پر رابطہ کرتے اور سارا دن مسلسل رابطے میں رہتے پھر رات کو بھی جب تک میں واپس فیصل آباد نہیں پہنچ جاتا تھا رابطے میں رہتے۔دوست خوش طبعی کے طور پر انہیں کہتے کہ استاد جی نے شاید ابھی جوتا بھی نہ پہنا ہو اور توں پہلے ہی تیار ہے۔

مولانا 16 اپریل 2018ء کو جامعہ سلفیہ فیصل آباد تشریف لائے آپ سے ملاقات ہوئی اور کچھ دیر ان سے مجلس کا موقعہ ملا۔بعدازاں راقم الحروف وفاق المدارس السلفیہ کے سالانہ امتحانات کے

سلسلہ میں کراچی چلا گیا تو وہاں پر نواز صاحب کے برادر نسبتی محترم حافظ محمد شفیق صاحب نے اطلاع دی کہ نواز صاحب بہت زیادہ بیمار ہیں لہٰذا آپ ان سے رابطہ کرلیں اتفاق سے جب میں نے رابطہ کیا تو ان کی صحت کچھ بحال تھی خیرو عافیت معلوم کرنے کے بعد بھی مسلسل ان سے رابطے میں رہا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ کراچی سے واپسی پر ان شاء اللہ حاضر خدمت ہوں گا۔

رمضان المبارک سے ایک دن پہلے گھر پہنچا اور تین رمضان المبارک بروز ہفتہ کو گوجرانوالہ جانے کا پروگرام بنایا لیکن نواز صاحب کا جمعہ کے دن ہی بار بار فون آنے لگا کہ گرمی بہت ہے رمضان المبارک کا مہینہ ہے آپ اسپیشل اس مقصد کے لیے نہ آئیں اب میری صحت ٹھیک ہے اور میں نے مسجد جانا بھی شروع کردیا ہے بلکہ فرمانے لگے کہ میں نے جماعت بھی کروائی ہے تو ان کی اس تسلی بخش اطلاع پر میں نے جانے کا ارادہ ملتوی کردیا اب گا ہے ان سے رابطہ رہتا تو وہ اپنے علاج اور دوائی کے متعلق بتاتے اور صحت کے بارے وہ مطمئن تھے کہ بس اب کمزوری ہے جو ان شاء اللہ دور ہو جائیگی۔

آہ! کسے معلوم تھا کہ ان کی یہ تسلیاں مجھے ان سے ہوش وحواس کی حالت میں ملاقات سے روک رہی ہیں 26 رمضان المبارک کو بعد نماز فجر سوہدرہ وزیر آباد میں میرا پروگرام تھا اس سے پہلے نواز صاحب و دیگر ساتھی عبدالماجد ساہی صاحب' حافظ عبدالرشید صاحب' حکیم سرفراز احمد صاحب ہر سال میرے ہمراہ اس پروگرام میں جاتے تھے۔ طے یہ ہوا کہ میں 25 رمضان کو راہوالی آؤں گا رات بھر مجلس ہو گی اور صبح میں سوہدرہ چلا جاؤں گا لیکن مجھے 25 رمضان المبارک کو افطاری کا ایک پروگرام ایمرجنسی کرنا پڑا تو میں نے بعد نماز عصر اطلاع دینے کے لیے فون کیا کہ میں رات لیٹ آؤں گا اس لیے میرا انتظار نہ کریں ملاقات صبح سوہدرہ سے واپسی پر ہوگی مگر ان کے نمبر سے جواب آیا کہ نواز صاحب بہت سیریس حالت میں ہیں

بہت تشویش ہوئی کہ اچانک کیا صورت بن گئی ہے بہر حال سوچا کہ درس دینے کے فوری بعد نکلوں گا پہلے نواز صاحب کی عیادت ہوگی بعد میں پروگرام لیکن درس کے دوران ہی محترم حافظ محمد شفیق صاحب کا فون آنا شروع ہوگیا فارغ ہو کر جب ان سے رابطہ کیا تو فرمانے لگے "نواز صاحب ہمارا ساتھ چھوڑ گئے ہیں" (انا للہ وانا الیہ راجعون) مغرب کے فوراً بعد راہوالی کے لیے روانہ ہوا تو وہاں عزیز و اقارب کے علاوہ جماعتی احباب اور دوست سب غم کی تصویر بنے بیٹھے تھے کہ ان کا ایک مخلص اور متحرک